

لالہ زاروں کی زمیں آگ اگل سکتی ہے
 بوئے گل، تنگ دلوں کے لئے زنجیر بھی ہے
 شانِ گل، غنیمت میں آجائے تو شمشیر بھی ہے
 تیز رگ رگ میں ادھر آتش کر دار ہوئی
 سرد خاموش ادھر شوخی گفتار ہوئی
 خود سری خواب ہوئی نازِ ستمکاری کی
 رنگِ دردِ عن کی نہیں جیت ہو خود داری کی
 ظلمتوں کے کسی گوشے میں آجالا تو ہوا
 ختم میراثِ فریبگی کا قبلا تو ہوا
 فتنہ انگیزیِ اغیار اگر باقی ہے
 خاکِ ایران میں امکانِ فتر باقی ہے

غزل

(از جناب اٹم مظفرنگوی)

منہ کلیمِ صحتی تھیں سحرِ غم میں آساں کر چکے
 تلبکے مرغِ سحر یہ دعوتِ جوشِ جنوں
 ڈھونڈتے ہیں غم کی ان پھالتوں کو جا رہے
 اب نہیں ہے سحرِ بزمِ طور کی حاجت تجھے
 خاک سے کشتوں کی پھر بننے لگیں آبادیاں
 نازِ زنجیر کی آواز بھی آتی نہیں
 باغبانِ سحر کو مبارک آید فصلِ بہار
 کچھ نگاہِ ناز کو گھبرا کے سمجھانے لگے
 فخر یہ اسے تو بہارِ گلشن میں ہستی کہ ہم
 پوچھنے بھی آئے تو کب آئے یارانِ چین
 صرف وہ جلوے میں دانائے روزِ شوقِ نید

ناخدا ہم کشتیِ دل نذرِ طوفان کر چکے
 اب تو گلہائے چین بڑے گریباں کر چکے
 جن کو ایں دردِ پیوستِ رگ جاں کر چکے
 میرے غم خانے میں شکِ خوں جڑھا کر چکے
 تم تو کہتے تھے کہ ہم عالم کو دیراں کر چکے
 کیا ادا فرماں جنوں قیدیِ نڈاں کر چکے
 وہ چین میں کیا رہیں جو قصداً نڈا کر چکے
 جب وہ اجزائے دردِ عالم کو دیراں کر چکے
 پردہ ہر گل میں سیرِ داغِ حیراں کر چکے
 آسٹیاں جب ہم بھرے گلشن میں دیراں کر چکے
 طیر پر جو امتحانِ چشمِ حیراں کر چکے

عاجکے وہ اپنی اپنی منزلوں پہلے اٹم
 جن کہ موجوں کے تھپتھپے غرقِ طوفان کر چکے